بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمن اعظمی

اسلام ایک زندہ مذہب ہے، تاریخ کے مختلف ادوار میں وہ خواہ کسی حال اور پیمانے میں رہا، اور راہِ حیات میں اسے چاہے کیسے ہی ناسازگار حالات سے گزرنا پڑا؛ مگر وہ اپنی مکمل شکل میں کائناتِ ہست و بود میں موجود رہا، اور بغیر کسی پس وپیش اور ادنیٰ تردد کے یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اس پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آیا کہ اس کی اساسی حیثیت پورے طور پر مٹ گئی ہو، اور اگلے زمانہ میں پھر نئے سرے سے طلوعِ اسلام ہوا ہو۔

دین اسلام کی اصل غایت اللہ تعالیٰ سبحانہ کی معرفت، اس کی رضا کی طلب، اور اس کے احکام کی تعمیل ہے۔ خدائے وحدہ لاشریک لہ، شاہراہِ اسلام کی آخری منزل ہے، سارے پیغمبر اسی ایک کی طرف دعوت دیتے رہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ”مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ“ کا آوازہ بلند کرکے دنیا کو بتایا کہ میں خدائے واحد کی طرف بلانے والا ہوں، رحمتِ عالم خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی منزل کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی ”قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِی أدعوا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ“

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس شاہراہ کے داعی صحابۂ کرامؓ تھے، وہ اپنے اپنے دائرۂ عمل میں اللہ کے بندوں کو اس کی دعوت دیتے رہے، اور آئندہ آنے والے لوگ ان ہی سے اس شاہراہ کا نشان لیتے رہے۔ جس طرح خدائے واحد کی طرف بلانا تمام پیغمبروں کا اجتماعی نقطہ تھا، ساری امت کو نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر لانا تھا، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتماعی نقطہ تھا، حضرت فاروقِ اعظمؓ نے ایک موقع پر حضراتِ صحابہؓ کے اس داعیانہ کردار کو ان الفاظ میں واضح

فرمایا تھا: ”أیُّھا النَّاسُ قَدْ سُنّتْ لَکُمُ السُّنَنُ، وَفُرِضَتْ لَکُمُ الْفَرَائِضُ، وَتُرِکْتُمْ عَلی الوَاضِحَةِ إلّا انْ تَضِلّوا بِالنَّاسِ یَمِیناً وَشِمَالاً“ اے لوگو! تمہاری راہیں متعین ہوچکی ہیں، اور تمہاری ذمہ داریاں طے کی جاچکی ہیں، تم ایک شاہراہ پر چھوڑے گئے ہو، دیکھنا دائیں بائیں دیکھ کر، (اور دوسری قوموں کے متوازی نظریات سے متاثر ہوکر) راہ سے ہٹ نہ جانا۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شاہراہِ اسلام کے اولین قافلے سے ہم رکاب رہنے کی تلقین وہدایت ان الفاظ میں فرمائی ہے:

مَنْ کَانَ مُسْتنًّا فَلْیَسْتَنّ بِمَنْ قَدْمَاتَ فَإنَّ الحَیَّ لَا تُؤمِنُ عَلَیْهِ الفِتْنَةُ أولئِکَ أصحابُ محمدٍ صلی اللّٰه علیه وسلم کَانُوا أفضلَ هذهِ الأُمَّةِ، أبرّهَا قُلُوباً وأعُمَقُها عِلماً، وأقلّها تکلُّفاً، اِخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبیّهٖ وَلإقَامةِ دِینِهٖ، فَاعْرِفُوا لَهُم فَضْلَهُم، وَاتَّبِعُوهُمْ عَلی أثرِهِمْ، وَتَمَسَّکُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أخْلَاقِهِمْ، وسِیَرِهِمْ فَإنَّهُمْ کَانُوا عَلی الْهُدی المسْتَقِیمِ“

جس کو کسی راہ پر چلنا ہو، اسے چاہیے کہ ان لوگوں کی راہ پر چلے جو اس دنیا سے جاچکے ہیں؛ کیونکہ زندوں پر فتنہ وآزمائش (میں مبتلا ہوجانے سے بالکلیہ) امن واطمینان نہیں ہے، وہ وفات یافتہ جن کی راہ اختیار کرنی چاہیے وہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ طبقہ اسلامی امت کا بہترین طبقہ تھا، ان کے دل بہت نیک تھے، ان کا علم سب سے عمیق اور گہرا تھا، ان میں تکلف اور بناوٹ نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی کی صحبت ورفاقت اور اپنے پسندیدہ دین کی اقامت کے لیے منتخب کرلیا تھا، ان کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کرو اور پہچانو، بلاشبہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔

درس گاہ نبوت کے تربیت یافتہ، فقیہِ امت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد محض ایک اتفاقی اور وقتی نصیحت نہ تھی، وہ آئندہ برپا ہونے والے فتنوں میں امت کو راہِ حق بتارہے تھے۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینۂ گفتار میں ❁ آنے والے دور کی دھندلی سی ایک تصویر دیکھ

حضرات صحابہؓ سے اسلام کا یہ دینی وعلمی ورثہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو پہنچا، غرضیکہ اسلام کی شاہراہِ مسلسل جو ”خیرُالقرونِ قَرنِي، ثُمَّ الذینَ یَلُونَهُم، ثُمَّ الذینَ یَلُونَهُمْ“ کی بشارت نبوی میں صحابہ وتابعین سے مسلسل چلی آرہی تھی، اکابر محدثین، وفقہائے مجتہدین نے اس پر پہرہ دیا اور اس کے کل وجزء کی مکمل صیانت وحفاظت کی، اسی سے تمسک دین مسلسل سے وابستگی

ہے، اور یہی دین قیم، اور ایک زندہ و پائندہ مذہب ہے، پھر اسلام کی پندرہ صدیوں میں سے ہر صدی میں اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کاملہ، وحکمتِ بالغہ سے ایسے لوگ پیدا کرتے رہے جنھوں نے اسلام کے اصول وعقائد، اور اساسِ اعمال واخلاق کو ہر قیمت پر زندہ رکھا، اوراس کی تاریخ میں کوئی ایسا دور نہیں آیا، جب کہ قرآن وحدیث اوراسلام کی تعبیر کلیتہً تحریف کی نذر ہوگئی ہو، اگرایسا ہوا ہوتا تو اسلام ایک زندہ مذہب نہ رہتا، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ان اولوالعزم بندوں نے اپنی حیات کے لمحے لمحے کو اظہارِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے وقف کردیا، نامساعد حالات، اور الحاد وزندقہ کی لہریں اٹھیں؛ مگرانھیں ایک انچ بھی اس شاہراہِ عظیم سے نہ ہٹاسکیں، یہی اسباب کی وہ دنیا ہے جس کے ذریعے دینِ حق کی ابدی حفاظت ہوئی، اور خدائے حکیم وقدیر کا یہ وعدہ پورا ہوتا رہا ”اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہ لَحافِظُونَ“

صحابۂ کرامؓ سے چلا یہ سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ بارہویں صدی میں مسند ہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان تک پہنچا، اوراپنے بعد والوں کے لیے یہی خاندان روشنی کا مینار رہا۔

حضرت شاہ صاحب کے خلفِ رشید اور فرزندِ اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز نے حدیث وفقہ کی مسند سنبھالی، اوراپنے والد ماجد کے افکار ونظریات کو بروئے کار لانے میں اپنی ساری توانائیوں کو داؤ پر لگادیا، بعد میں آنے والے سب اہلِ علم اسی خانوادے سے استناد پکڑتے ہیں، اور بطور خاص برِصغیر میں یہی خاندان اہل حق کا مرکز اعتماد ہے۔

دارالعلوم دیوبند درحقیقت انھیں محدثینِ دہلی کے نظر وفکر کی نشأۃ ثانیہ ہے، جس نے اپنے ابتدائے قیام سے اسلامی علوم وثقافت کی ترویج واشاعت میں جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ دارالعلوم سے وابستہ علماء مکمل طور پر صحابہؓ سے لے کر محدثین دہلی تک اسنادِ اسلام کی ہر کڑی کے پورے وفادار رہے اور سلف صالحین کی اتباع کی یہاں تک پابندی کی کہ چھوٹی سے چھوٹی کسی ایجاد بندہ کو دین نہیں بننے دیا۔

دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی
یہ اہلِ عشق ہیں کہ جہاں تھے وہیں رہے

تسلسلِ اسلام اوراسناد دین کو کمزور کرنے والے مختلف طبقوں سے دارالعلوم اوراس کے اکابر نے کوئی اختلاف کیا تو یہ اس لیے نہیں کہ وہ اختلاف پسند ہیں؛ بلکہ محض اس لیے کہ اسلام جس مبارک سلسلے سے ہم تک پہنچا ہے اس سے پوری وفا کی جائے ان طبقوں کے الحادی

اور اسلام مخالف نظریات کی تخریب اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر اسلام کی تعمیر اور بقا کی کوئی صورت نہیں ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا یہی وہ مثالی کردار ہے جس نے اسے چہار دانگ عالم میں شہرت وقبولیت اور نیک نامی کے عظیم اور بلند وبالا مقام پر پہنچادیا، جس کی مثال ماضی قریب کی دوصد سالہ اسلامی علوم وثقافت کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ''ذلك فضلُ اللّٰهِ يوتيه مَنْ يَّشاء'' دارالعلوم دیوبند کے اس کردار اور اکابر رحمہم اللہ کے اس عظیم ورثہ کی حفاظت وصیانت ہر فرزندِ دارالعلوم کا درجہ بدرجہ فرضِ منصبی ہے، جس کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی، غفلت ومداہنت اور مصلحت پسندی کو تاریخ معاف نہیں کرے گی۔

دارالعلوم دیوبند اور اس کے ہم نوا علماء دین کا یہی وہ طرۂ امتیاز ہے، جو اسلام مخالف طاقتوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام بیزار طاقتیں آج متحد ہوکر دارالعلوم دیوبند اور علماء دین کے درپئے آزار ہیں اور نت نئے حربوں سے انھیں نشانہ بنارہی ہیں، اور حد تو یہ ہے کہ بعض بیرونی طاقتوں کی خوشنودی میں ہماری قومی حکومت بھی اس مہم میں شریک ہوگئی ہے، جس کی تفصیل انشاء اللہ کسی موقع پر پیش کی جائے گی؛ لیکن ان طاقتوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یہ علماء دین اور ان کے ادارے بالخصوص دارالعلوم دیوبند، ماضی میں بھی اسلام کے سچے وفادار رہے ہیں، زمانۂ حال میں بھی وہ اسلام ہی کے وفادار ہیں اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی اسلام کے ساتھ ان کی مکمل وفاداریاں قائم ودائم رہیں گی۔ حلیہ وتدبیر، کذب وبہتان، دجل وفریب، مکاری وعیاری، اور جبر وتشدد کے ذریعہ اسلام کے ساتھ ان کی وفاداری کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ادھر آ اے ظالم ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

❁ ❁ ❁